

سامی مذاہب میں روزے کا تصور

*The Concept of fasting in Semitic Religions*حافظ شاکر محمودⁱ ڈاکٹر حسین محمدⁱⁱ**Abstract:**

According to the teaching of the Holy Quran fasting was the vital part of all other religions like Islam. The basic purpose behind it is to get piety, righteousness and God consciousness. Every religion greatly emphasizes it, to declare that fasting is one of the basic obligations in Islam like salat almighty. Allah narrates in Quran that; it's not something new that fasting is obligatory but indeed it was mandatory and obligatory on the previous ummahs as well. According to the encyclopedia of religions Fasting is to get completely abstraction from foods, drinks, smoking and intimate intercourse which exists in all religions and civilization. According to the encyclopedia of Britannica; Fasting is the integral part of all religions either for some basic purposes or during some sacred and holy moments. In short it is well declared from all doubts that fasting is and fasting was obligatory in all religions having basic characteristics and modules according to the specific religion.

Key words: Concept of fasting, Christianity, Judaism & Islam

تعارف:

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اسلام کی طرح ادیان سابقہ میں بھی فرض تھا اور اس کا مقصد انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا کرنا ہے۔ ہر مذہب میں روزے کی فضیلت پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن میں روزہ کو فرض قرار دیتے ہوئے یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اس کا فرض کیا جانا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح روزے فرض کئے گئے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا آف رلیجن میں روزے کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ ”روزہ یعنی غذا سے مکمل طور پر ہیز ایک ایسا آفاقی عمل ہے جو مشرق و مغرب کی تقریباً سبھی تہذیبوں میں پایا جاتا ہے“۔ اسی طرح سے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں ہے ”خاص مقاصد کے لئے یا اہم مقدس اوقات کے دوران یا ان سے قبل روزہ رکھنا دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا خاصہ ہے۔“ خیر یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روزے کا دستور دنیا کے بیشتر مذاہب میں ہے، یہ اور بات ہے کہ مختلف مذاہب اور قوموں میں اس کے محرکات اور اس کی شکلیں مختلف رہی ہیں۔

مذہبی معلومات کی ایک لغت تھیولوجیکل ڈکشنری میں تحریر ہے کہ ”کوئی آدمی مذہبی روزوں کو کتنی ہی کم اہمیت کیوں نہ دے، یہ بات صاف محسوس ہوتی ہے کہ اکثر قدیم اقوام نے بھی اس مذہبی روایت کو اختیار کیا ہے۔ مصریوں، فونیشیوں اور آشوریوں کے یہاں بھی روزے پائے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام ہر قمری مہینے کے ایام بیض (تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں) میں پابندی سے روزے رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام جنہیں آدم ثانی کہا جاتا ہے، تک یہ روایت جاری رہی۔ پھر بنی اسرائیل کے زمانے میں عاشورہ یعنی محرم کی دسویں تاریخ، یوم سبت یعنی ہفتہ اور چند اور روزے فرض تھے۔ برہمن ہر ہندی مہینے کی گیارہ، بارہ تاریخ کو ایک اوشی کا

ⁱ - پی۔ ایچ۔ ڈی ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ تخصص قرآن و تفسیر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ⁱⁱ - اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں، پاکستان

روزہ رکھتے ہیں۔ ہندوں میں نئے اور پورے چاند کے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کا رواج ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر اور کفارے اور نذر کے طور پر بھی روزہ رکھنے کی بات کی گئی ہے۔ چین دھرم میں روزے کی سخت شرائط ہیں، چالیس چالیس دن تک کان کے یہاں ایک روزہ ہوتا ہے۔ بعض خاص تہواروں سے پہلے 12 روزے رکھنے کا دستور بھی ان میں پایا جاتا ہے۔ سنہاسی حضرات بعض مقررہ قواعد کے تحت روزہ رکھتے ہیں۔ بدھ مت میں روزے کو ان تیرہ اعمال میں شمار کیا گیا ہے جو ان کے نزدیک خوشگوار زندگی اپنانے میں مدد دیتے ہیں۔“

اس کے علاوہ ہندومت کی طرح نئے اور پرانے چاند کے دنوں میں روزہ رکھنا لازمی ہے۔ مذہبی پیشواؤں کو یہ ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ ہر مہینے کی چودہ، پندرہ اور انیس، تیس کو جزوی روزہ رکھیں۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی طرح اسلام مذہب کے ماننے والے بھی روزہ رکھتے ہیں۔ قدیم پارسی مذہب میں گرچہ کبھی کبھار روزہ رکھا جاتا ہے لیکن عام طور پر روزہ رکھنا پسند نہیں کیا جاتا ہے۔ چینی کلاسیکی مذہب میں بھی روزوں کا واضح تصور ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کنفیوشزم جیسی اصلاحی تحریکوں میں بھی روزوں کو ایک گونہ اہمیت دی گئی ہے۔ چینوں کے یہاں ماتمی روزوں کا بھی تصور ملتا ہے۔ یہ روزے مرنے والے شخص کے لواحقین رکھتے ہیں۔ قدیم جاپانی تہذیب، کوریا اور قدیم ایرانی تہذیب میں بھی اسی طرح کے روزوں کی بات ملتی ہے۔ روس کے انتہائی شمالی علاقے سائبیریا میں اسکیموز کے یہاں بھی روزہ ایک خاص عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ روحانی مقام حاصل کرنے کے لئے اسی طرح کے روزوں کا تصور جنوبی امریکہ کے برازیل، اسی پونز، براعظم آسٹریلیا، متعدد افریقی قبائل اور قدیم رومی و یونانی تہذیبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ شمالی امریکہ کے برٹش کولمبیا اور میکسیکو میں میت کے وقت اور آفات سے بچنے کے لئے روزے رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بحر الکاہل کے جنوب مغربی حصے میں نیوگنی، فیجی اور سالمن جیسے کئی جزیروں میں روزہ موجود ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں روزہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور یہ تزکیہ نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ذیل میں سامی مذاہب میں روزے کا تصور کا مختصر اور تحقیقی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

یہودیت میں روزے کا تصور:

یہودیوں میں بھی روزہ ایک فرض الہی کے طور پر موجود رہا ہے۔ اگرچہ اس میں بہت کچھ ترمیم و تحریف کر ڈالی گئی۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کوہ طور پر چالیس دن روزہ رکھا۔ چنانچہ یہود عام طور پر حضرت موسیٰ کی پیروی میں چالیس دن روزہ رکھنا بہتر سمجھتے تھے، لیکن چالیسیوں دن کے روزے کو فرض سمجھتے تھے جو ان کے ساتویں مہینے (قشریں) کی دسویں تاریخ کو پڑتا ہے اور اسی لیے اس کو عاشورہ کہا جاتا ہے۔ اسی دن حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو تورات کے دس احکام ملے تھے۔ اس لیے تورات میں اس دن کے روزہ کی نہایت تاکید آئی ہے۔ اس کے علاوہ یہودی صحیفوں میں اور روزوں کی بھی تصریح آئی ہے، جن میں سے کچھ علاقائی اور مقامی کہے جاسکتے ہیں، کچھ انفرادی روزے بھی ہیں۔ جنہیں ہر شخص اپنے حالات کے مطابق رکھ سکتا ہے کچھ گناہوں کے کفارہ کے لیے کچھ کسی مصیبت اور افتاد کے وقت رحمت خداوندی کے حصول کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ [1]

واضح رہے کہ بائبل کے دور سے موجودہ دور تک یہودیوں کی مذہبی روایت میں روزہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہودیت میں روزہ کا مطلب کھانے اور پینے سے مکمل طور پر باز رہنا ہے۔ ان کے یہاں دو بڑے روزے کے دن اور چار چھوٹے روزے کے ایام ہیں۔ دو بڑے روزوں کو یوم کپور اور تیشابا کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ 24 گھنٹے تک جاری رہتے ہیں۔ ان روزوں کی شروعات غروب آفتاب سے ذرا پہلے جب کہ باہر روشنی رہتی ہے، سے ہوتی ہے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد یہ اس وقت ختم ہوتا ہے جب کہ باہر اندھیرا چھا جاتا ہے اور آسمان میں 3 تارے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس روزہ کو مکمل روزہ سمجھا جاتا ہے اور روزہ رکھنے والا کھانے پینے، برش

کرنے، کنگھی کرنے یا غسل وغیرہ کرنے سے باز رہتا ہے۔ چھوٹے روزے وقفہ کے لحاظ سے بڑے روزوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ روزے صبح تازے رکھے جاتے ہیں اور رات میں اندھیرا ہوتے ہی توڑ دیئے جاتے ہیں۔ یہودیوں میں روزہ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے فرد یا برادری کی روحانی تبدیلی ہوگی اور اس سے متاثر ہو کر خدا اسرائیل پر مہربان ہوگا۔ یہودیوں کے ہاں مشہور ترین روزہ کا دن یوم کپور یعنی یوم کفارہ ہے۔ اس دن خدا اسرائیلیوں کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ تم اپنی روحوں کو تکلیف پہنچاؤ۔ اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ یوم کپور میں اپنی جسمانی خوشی کو درکنار کر دو۔ روزہ کا دوسرا بڑا دن تیشا با ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں آج سے تقریباً 2500 سال پہلے بابل کے لوگوں نے یروشلم میں بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور اسی کے ساتھ یہ وہ دن ہے جس میں رومیوں نے تقریباً 2000 سال پہلے یروشلم میں مقدس مقام کو نقصان پہنچایا تھا اور یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ تیشا با کا اختتام تین ہفتے تک ماتم منانے سے ہوتا ہے اور اس کا آغاز تموز کے 17 ویں روزہ سے ہوتا ہے۔ یوم کپور کے روزہ کے برعکس، تیشا با میں کسی قسم کی سرگرمی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ البتہ دن کے اول حصہ میں مستقل طور پر کام کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ نچلی کرسی یا پھر فرش پر بیٹھنا چاہئے اور چمڑے کے جوتے پہننے سے باز رہنا چاہئے۔ یہ وہ دن بھی ہے جس میں روزہ رکھنے والے یہودی ہولو کاسٹ سمیت ان کئی سانحوں اور مصائب کو یاد کرتے ہیں جن کا انہیں سامنا کرنا پڑا ہے۔ یوم کپور اور تیشا با کے یہ روزے یہودیوں کے نزدیک انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں کھانے پینے کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرنے سے بھی ممانعت ہے۔ یہودی مرد و خواتین اس میں روزے رکھتے ہیں۔ ہاں، اگر کسی بیمار یا کمزور یا حاملہ خاتون کو روزہ رکھنے میں دشواری ہوتی ہے تو یہودی عالم انہیں روزہ نہ رکھنے کا فرمان جاری کر سکتا ہے۔ بعض یہودیوں کے ہاں سال کا آغاز نیسان سے ہوتا ہے اور بعض کے ہاں تشری مہینہ سے۔ عاشورہ کا روزہ اس تشری مہینہ کی 10 تاریخ کو رکھا جاتا ہے۔ یہ ستمبر کے آخری ایام ہیں۔ یہ روزہ غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور لگ بھگ 25 گھنٹے بعد اگلے روز رات کے شروع ہونے تک رہتا ہے۔ اس روزہ کے دوران کھانے پینے اور میاں بیوی کے درمیان جنسی تعلق قائم کرنے سے مکمل طور پر پرہیز کیا جاتا ہے۔ چمڑے کے جوتے جن سے آرام و آسائش ملتی ہے، ان کا پہننا بھی اس روزہ میں ممنوع ہے۔ یہودی اپنا زیادہ تر وقت صومعہ میں گزارتے ہیں اور دن کے آخری حصہ میں وہ خدا سے خصوصی طور پر توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ شریعت موسوی میں یہودیوں پر فرض روزہ صرف ایک ہی تھا، یعنی کفارے کا روزہ۔ لیکن چونکہ بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے کئی انبیا آئے اور انہوں نے کئی روزے خود بھی رکھے، لہذا انہوں نے عوام کو بھی اس کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہودیوں کے ہاں یوم کفارہ کے روزے کے علاوہ کئی اور روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔ مثال کے طور پر زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اور میں نے رب الافواج کا کلمہ پایا۔ اس نے کہا کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے۔ ”چوتھے مہینہ کا روزہ اور پانچویں کا روزہ اور ساتویں کا روزہ اور دسویں کا روزہ یہودہ کے گھرانے کے لئے خوشی اور خرمی کا موقع اور شادمانی کا عید ہوگا۔ تم فقط سچائی اور سلامتی کو عزیز جانو۔“ [2] یہودی جب خشک سالی، قحط، وبا اور مصیبت کا شکار ہوتے ہیں تو وہ اس موقع پر روزہ رکھتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسم خزاں کی بارش وقت پر شروع نہ ہوتی اور اس کے نتیجہ میں فصلیں برباد ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تو حکمران عوام کو روزہ رکھنے کی تاکید کرتے تھے۔ علاوہ ازیں، یہودی اپنے بڑے لوگوں کی یوم وفات کے موقع پر بھی روزہ رکھتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا انتقال آذار مہینے کی 7 تاریخ کو ہوا، چنانچہ یہودی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں مذہبی پیشواؤں کے یوم وفات پر بھی روزہ رکھنے کا دستور ہے۔ نیز اہم حادثات اور واقعات والے ایام میں وہ روزہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ مذہب یہود میں بعض دوسرے نقلی روزے رکھنے کا بھی رواج ہے۔

روزہ مصیبت کے لئے علاج:

جہان تک یہودیوں کا تعلق ہے عہد بابل میں روزہ ان کے نزدیک ماتم اور سوگ کارمز بن گیا تھا، اگر کوئی خطرہ درپیش ہوتا یا کوئی کاہن کسی ابہام اور نبوت کے لئے تیاری شروع کرتا تو اس وقت روزہ رکھا جاتا۔ یہودی اس قوت بھی عارضی طور پر روزہ رکھتے جب وہ سمجھتے کہ خدا ان سے ناراض ہے۔ مکمل میں کوئی وبا آتی یا بادشاہ کی کسی بڑی مہم پر روانہ ہوتے تب بھی روزہ رکھا جاتا۔

تاریخی واقعات کی یاد:

یہودی تقویم میں روزہ کے دن محدود اور قدیم ہیں۔ یہ اس کفارہ کے علاوہ ہیں جو موسوی مذہب میں واحد روزہ ہے۔ اسکے علاوہ ان کے ہاں "مسلل روزہ" کے بھی موسم ہیں جن کا تعلق قدیم حوادث اور واقعات سے ہے مثلاً بابل کے عہد میں زمانہ اسیری، یہ چونے تھے مہینہ (مئی) اور پانچویں مہینہ (جون) اور چھٹے مہینہ (جولائی) اور اکتوبر میں پڑتے ہیں۔

سالانہ روزہ:

سال کے پہلے دن کا روزہ یہودیوں کے بہت سے طبقوں میں رائج ہے۔ بہت سے روزے یہودی عالموں کے اختیار میں ہیں جو فقط سامی، کسی خطرہ اور مصیبت یا حکومت وقت کے حاکمانہ قوانین نیز مختلف بلاؤں سے حفاظت کے لئے اپنی صوابدید پر وقتاً فوقتاً یہ روزے عوام پر فرض کرتے رہتے ہیں۔

انفرادی یا نقلی روزہ:

کچھ انفرادی روزے بھی ہیں جو کہ ہر شخص اپنے حالات اور ضروریات کے پیش نظر رکھ سکتا ہے۔ یہ روزہ بھی شخصی واقعات کی یاد میں گناہوں کے کفارہ کے لئے یا کسی مصیبت اور افتاد کے وقت رحمت خداوندی کے حصول کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن یہودی علماء اور فقہاء کے نزدیک روزے اس شخص کے لئے ہیں جو خود عالم یا مستعلم نہ ہو بلکہ اس کی جمعیت خاطر میں کوئی فرق نہ آئے اور اسکی صحت پر برا اثر نہ پڑے، نیز ڈراؤنا خواب بھی دیکھ کر روزہ رکھا جاتا ہے۔ عید کے مواقع پر یہودی شریعت میں روزہ رکھنا ممنوع ہے لیکن "تا لودن" ان دنوں میں روزہ رکھنے کی اجازت اس شرط پر دی ہے کہ عام دنوں میں اس کا کفارہ روزہ ہی ذریعے ادا کیا جاتا ہے۔

روزے کا وقت:

روزہ یہودیوں میں اشراق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور رات کے پہلے تارہ کے طلوع تک جاری رہتا ہے۔

کفارہ کا روزہ:

یہ سال کا وہ دن ہے جب یہودی اللہ تعالیٰ کی عبادت انسان کے طور پر نہیں بلکہ فرشتوں کی طرح کرتا ہے اور ٹونکہ فرشتے کھانے پینے سے عاری ہیں اور پورا وقت عبادت الہی میں گزارتے ہیں اس لئے یہودی کو چاہئے کہ اس دن کو فرشتوں کی طرح مکمل طور پر روزہ اور عبادت میں گزارے۔

اس روزے سے قبل نودن توبہ کے ہوتے ہیں جن میں یہودی اپنے آپکو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور سو دن روزے اور عبادت میں گزارتا ہے اور اس طرح ان کے عقیدے کے مطابق ان کے پچھلے سال کے تمام گناہ ہو جاتے ہیں اور وہ نئے سال کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ طویل روزہ ایک شام سے دوسری شام تک چلتا ہے۔

جزوی روزہ:

جولائی کی سترہ اور اگست کی دسویں تاریخ کے درمیانی ایام جزوی روزوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں صرف گوشت اور شراب ممنوع ہوتے ہیں جبکہ سبزیوں وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ [3]

عیسائیت میں روزے کا تصور:

عیسائی مذہب میں بھی روزہ اسی طرح فرض تھا جس آج امت محمدیہ پر فرض ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں روزہ کے بارے میں کیا نظریات ہیں۔ روزہ کے بارے میں بائبل میں مختلف روایات نقل کئے گئے ہیں۔ مثلاً متی میں لکھا ہے اور جب وہ چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا، آخر کار بھوکا ہوا۔ شیطان نے اس سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو پتھر سے کہو کہ وہ روٹی بن جائے، آپ نے جواب دیا آدمی صرف کھانے پر زندہ نہیں رہتا بلکہ وہ اس حکم پر زندہ رہتا ہے جو خدا کی طرف سے اترتا ہے۔ اس پر شیطان حضرت مسیح کو اونچی چٹان پر لے گیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو یہاں سے کود جائیں آپ کا خدا آپ کو بچالے گا آپ نے جواب دیا کہ بندوں کے لئے یہ بہتر نہیں کہ وہ خدا کا امتحان لے۔ [4]

عیسائی مذہب میں اگرچہ شرعی احکام ترتیب و تدوین کے مختلف ادوار سے گزرے ہیں اور شریعت کے بارہ ان کا تصور بھی بہت مختلف ہے۔ تاہم اتنی بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے چالیس دن تک جنگل میں روزہ رکھا۔ حضرت یحییٰ جو حضرت حضرت عیسیٰ کے گویا پیشرو تھے وہ بھی روزہ رکھتے تھے اور ان کی امت بھی روزہ دار تھی۔ مکہ کے قریش جاہلیت کے دنوں میں عاشورہ یعنی دسویں محرم کو روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ کوئی مذہب بھی روزہ کے تصور سے خالی نہیں رہا۔ اس تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی اصلاح اور تعمیر سیرت و کردار میں روزہ اتنا موثر اور اللہ کے قرب کے حصول کے لیے اس قدر لازمی ہے کہ اللہ نے ہر امت پر اسے لازم ٹھہرایا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہر امت کو روزے کی صورت میں نوازا گیا۔ سوال یہ ہے کہ آخر اس کے مقاصد کیا ہیں؟

پیش نظر آیت کریمہ میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کہہ کر اور آئندہ آیات میں وَلَتُنَبِّئَهُمُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی فرضیت کے تین مقاصد ہیں:

۱: تقویٰ ۲: اللہ کی کبریائی کا یقین ۳: اللہ کا شکر

اسلام میں صوم کا تصور / فرضیت روزہ:

زیر نظر آیت مبارکہ میں ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن روزہ کا بیان ہے۔ جس طرح اس سے پہلے اصولوں کو تقویٰ کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح روزہ رکھنے کی غرض و غایت بھی تحصیل تقویٰ ہی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے یا ایھا الذین امنوا اے اہل ایمان کتب علیکم الصیام تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ کما کتب علی الذین من قبلکم جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے اور مقصد یہی ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کر لو۔ کتب کا لفظ فرضیت کے لیے آتا ہے، جیسے اس سے پہلے قصاص کے متعلق آیا تھا کتب علیکم القصاص یعنی تم پر قصاص فرض کیا گیا اسی طرح وصیت کے متعلق آچکا ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ اگرما چھوڑا ہے، تو تم پر وصیت کرنا لازم ہے، اسی طرح یہاں پر روزوں کے متعلق کتب علیکم الصیام یعنی تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ صوم یعنی روزہ ان عبادات میں سے ہے جن کو اسلام کے عمود اور شعائر قرار دیا گیا ہے اس کے فضائل بیشتر ہیں جن کے تفصیلی بیان کا یہ موقع نہیں۔ [5]

روزہ کا مفہوم:

روزہ کے لفظی معنی رک جانے کے ہیں، عربی زبان میں اس کے لیے امساک کا لفظ بھی آتا ہے، تاہم لفظ بھی رک جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثال کے طور پر عرب کہتے ہیں۔

خیل صیام و خیل غیر صائمة تحت العجاج وخیل تعلق اللجما

کچھ گھوڑے رکے ہوئے ہیں یعنی خاموش ہیں کچھ حرکت کر رہے ہیں اور کچھ گردوغبار کے نیچے لگام چپا رہے ہیں۔ شریعت میں روزہ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔ الامساک عن الاکل والشرب والجماع من طلوع الفجر الی غروب الشمس طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔ روزہ نہار شرعی کے اندر ہوتا ہے اور شرعی دن سے مراد پو پھوٹنے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ اس دوران کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے باز رہنا اس نیت کے ساتھ کہ میرا روزہ ہے، یہی صوم ہے اور اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ ارکان اسلام میں توحید و رسالت پر عقیدہ کے بعد نماز، پھر زکوٰۃ اور پھر روزہ کا نمبر ہے۔ چوتھا نمبر حج کا ہے اسی ترتیب سے پانچواں رکن جہاد ہے اور اس کا ذکر بھی بعد میں آ رہا ہے ان تمام ارکان کا تذکرہ سورۃ بقرہ میں اسی ترتیب سے آ رہا ہے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد گرامی ہے علیکم بالصوم فانہ لاعدل لہ روزہ کو لازم پکڑو کیونکہ روزی جیسی کوئی اور عبادت نہیں۔

سابقہ امتوں کے روزے:

الغرض! فرمایا اے ایمان والو! یہ روزے صرف تم پر ہی نہیں فرض کیے گئے بلکہ تم سے پہلے گزرنے والے لوگوں پر بھی اسی طرح فرض تھے، البتہ ان روزوں کی مقدار اور تعداد مختلف امتوں کے لیے مختلف رہی ہے، چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کا روزہ رکھتے تھے، اور یہ روزے امت محمدیہ کے لیے مستحب کا درجہ رکھتے ہیں حالانکہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے لیے فرض تھے۔ حضرت نوح (علیہ السلام) کی امت کے لوگ بڑے سخت مزاج اور اکھڑتے ان میں بہیمیت کا عنصر زیادہ مقدار میں پایا جاتا تھا، اسے کم کرنے کے لیے اس امت کو سارا سال روزے رکھنے کا حکم تھا حضرت داؤد (علیہ السلام) ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دو دن روزہ رکھتے تھے اور تیسرے دن افطار کرتے تھے اس امت آخر الزمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں ایک ماہ کے روزہ فرض کیے، ان کے متعلق فرمایا یا اعدودت یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ یعنی تین سو ساٹھ دن میں سے انیس یا تیس دن کے روزے فرض قرار دیئے گئے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ میں اشارہ ہے کہ تقویٰ کی قوت حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل ہے کیونکہ روزہ سے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے وہی تقویٰ کی بنیاد ہے⁶

صیام کا ذکر قرآن کریم میں:

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [7]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کئے گئے تھے اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔

(۲) أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ، هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ [8]

ترجمہ: تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا۔

(۳) ثُمَّ آتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَجِدِ [9]

ترجمہ: پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ کو پورا کیا کرو اور ان بیبیوں (کے بدن) سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں۔

(۴) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهَ أَذَىٰ مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ [10]

ترجمہ: البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسکے سر میں کچھ تکلیف ہو (جس سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت پڑ جائے) تو (وہ سر منڈوا کر) فدیہ (اس کا شرعی بدلہ) دیدے (تین روزے سے یا چھ مسکین کو خیرات دیدینے سے یا ایک بکری ذبح کر دینے سے۔

(۵) فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ يَلِكْ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ [11]

ترجمہ: پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو (اسکے ذمے) تین دن روزے ہیں (ایام حج میں اور سات ہیں جبکہ حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت الاجائے یہ پورے دس دن ہوئے۔

(۶) فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامًا شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا [12]

ترجمہ: پھر جس شخص کو نہ ملے (غلام یا لونڈی) تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے۔

(۷) فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ [13]

ترجمہ: اور جس کو مقدور نہ ہو تین دن کے روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا۔

(۸) فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامًا شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَّسًا [14]

ترجمہ: پھر جس کو (غلام یا لونڈی) میسر نہ تو اس کے ذمے پیارے (لگاتار) دو مہینے روزے ہیں قبل اسکے کہ دونوں باہم اختلاط کریں۔

صیام کا ذکر احادیث مبارکہ میں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی روایة فتحت ابواب الجنة و غلقت ابواب جہنم و سلسلت الشیاطین و فی روایة فتحت ابواب الرحمة (متفق علیہ) [15]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

تشریح: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صوم کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ بلکہ صوم امت مسلمہ کے نہایت مفید ہے۔ کیونکہ روزہ کی برکت سے کتنے احسانات ہوتے ہیں کہ آسمان کے دروازے انسانوں پر کھول دئے جاتے ہیں اور غریب آدمی بھی اس مہینے میں امیر بن جاتا ہے۔ اسی طرح جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سرکش شیاطین بھی قید کر لئے جاتے ہیں۔ تو یہ سارے احسانات روزے کی مرہون منت ہے۔

اسلام میں روزے کی اقسام:

اسلام میں روزے کی پانچ قسمیں ہیں۔

- ۱۔ فرضی روزہ، جیسے رمضان کا روزہ
- ۲۔ واجبی روزہ، جیسے کے نذر کا روزہ اور نفلی روزہ جب افطار کیا جائے
- ۳۔ نفلی روزہ، جیسے ایام بیض کا روزہ یا اپنی مرضی پر روزہ رکھنا

۴۔ کفارے کا روزہ، جیسے قسم، ظہار، قتل خطاء اور حج کے ایام میں

۵۔ کروہ روزہ، جیسے ایام تشریق کے روزے اور عیدین کے دن

ماہ رمضان سے پہلے روزہ:

رمضان سے پہلے مسلمان یوم عاشوراء یعنی ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ اور یہ ان پر فرض تھا۔ لیکن جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو حضور ﷺ نے انکو اختیار دے دی کہ جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

جب مدینہ آئے تو آپ ﷺ کو کہا گیا کہ یہ روزہ تو یہود بھی رکھتے ہیں اور ہم تو یہود کی مخالفت کرتے ہیں، تو حضور نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو آئندہ ۹ اور محرم کے روزے رکھوں گا۔ [16]

نفلی روزے کا وقت:

نفلی روزے کی کبھی ممانعت نہیں ہے البتہ ایام تشریق اور عیدین کے دن روزہ منع ہے۔ کیونکہ نبیش الھذلی حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ اکل و شرب اور ذکر اللہ کے ایام ہیں۔ [17] اب یوم عاشوراء کا روزہ نفل کے درجے میں ہے۔ جو رکھے ثواب ملتا ہے اور جو نہ رکھے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس روزے کا ثواب یہ ہے کہ آئندہ سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [18] اسکے علاوہ شوال میں چھ روزے رکھے جاتے ہیں۔ زیادہ ثواب کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو گویا کہ اس نے دھڑ کے روزے رکھے۔ [19] اسی طرح ہر سوموار اور جمعرات کو بھی روزہ رکھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے [20] اسی طرح ایام بیض کے روزے کا بھی زیادہ اجر نفل کیا گیا ہے۔ ایام بیض قمری مہینہ کا تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے سفر اور حضر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑے۔ [21] اس روزے کو اس لئے ایام بیض کہتے ہیں کہ ان تین راتوں میں ساری رات چاند رہتا ہے اور چاند کے موجود رہنے سے سمندر میں طغیانی آجاتی ہے اور انسانی خون کا تعلق بھی سمندر سے ہاتا ہے۔ اس لئے اس ایام میں انسانی خون میں ایک ہیجان آجاتا ہے۔ اور انسان کا خون گرم ہونے سے قسم قسم کی دردا تیں پیدا ہوتی ہیں۔

روزے کا وقت ابتدائے اسلام میں:

اسلام کے ابتدائی دنوں میں روزے کا وقت رات سونے سے شروع ہو کر سورج غروب ہونے تک رہتا تھا۔ یعنی جب تک آدمی سونہ جاتا اس وقت تک وہ کھا اور پی سکتا تھا جو ہی اس کی آنکھ لگ جاتی تو روزہ شروع ہو جاتا۔ [22] ایک دفعہ ایک آدمی کا شکار تھان بھر کام کر کے گھر آیا تو بیوی سے کہنے لگا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں تلاش کرتی ہوں تو وہ خوراک تلاش کرنے لگی جب وہ واپس آگئی تو اس کا خاوند سویا ہوا تھا بہت افسوس کی لیکن خاوند کا روزہ شروع ہو چکا تھا۔ لہذا اسی طرح بھوکا رہا اور دوبارہ روزہ شروع کیا تو دن کے وقت وہ پھر کام کے لئے نکلا لیکن بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تو اس پر تعالیٰ نے مسلمانوں پر آسانی فرمائی اور من الفجر کا نظم نازل فرمایا۔

روزے کا وقت بعد میں:

اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں پر آسانی فرمائی اور یہ آیت نازل فرمائی اھل لکم لیلة الصیام الرفت الی نساء کم۔۔۔ لعلمک مستقون۔ [23] اب روزے کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی دن روزہ کے معیار ہے اور معیار اس چیز کو کہتے ہیں جو مکمل طور پر ڈھانپ لیں۔ جیسا کہ روزہ پورے دن پر محیط ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ دن کے بعض حصے میں رکھا جائے اور بعض میں افطار

کریں۔ ظرف اور معیار میں یہ فرق ہے کہ ظرف میں مظروف تھوڑی ہوتی ہے اور ظرف کشادہ ہوتا ہے اور معیار میں ظرف اور مظروف بالکل برابر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ روزہ دن میں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ مکمل دن ہوتا ہے۔ اس طرح صحابہ کرام کو بھی معیار حق کہتے ہیں کیونکہ وہ اسلام کے بیان کردہ اصول پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوتے تھے اور صحابہ کرام اور دین اسلام کی اس طرح مثال دی جاتی ہے کہ سے ایک جو تادوسرے جوتے کے ساتھ برابر ہوتا ہے۔ جس طرح دو جوتوں میں یعنی ایک جوڑے میں فرق نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی دین اسلام کے ساتھ بالکل برابر تھے۔

ابتدائے اسلام اور بعد میں روزے کے وقت میں فرق:

اسلام کے ابتدائی دنوں میں اتنی سختی تھی کہ لوگ رات کو سونے سے پہلے اپنا کھانا پینا ختم کر لیتے لیکن اسلام میں رفتہ رفتہ آسانی پیدا ہو گئی اور رمضان کی راتوں میں صبح صادق تک وسعت آگئی پھر لوگوں کو رمضان کی راتوں میں کھانے پینے اور عورتوں سے ملنے کی اجازت دے دی گئی۔ پھر صحابہ کرام اس آیت کے مفہوم میں شش و پنج میں پڑ گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "جب سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو سکے تو تب روزہ شروع کریں" تو صحابہ کرام دو دھاگے لیتے جب تک دونوں کو ممتاز نہ کر سکتے تھے اس تک رات ہوتی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی مراد ہے۔ یعنی جب رات ختم ہونے کو قریب ہو جائے تو اب روزہ دار کھانا پینا بند کرے۔

اگر کسی کو غسل کی ضرورت ہے اور وقت بھی کم ہے تو پہلے کھانا کھائے یعنی منہ ہاتھ دھو کر اور بعد میں غسل کا انتظام کریں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فجر تک کھانے پینے وغیرہ کی اجازت دے دی تو ظاہر بات ہے کہ یہ چیزیں بعد صبح صادق کرنی ہوگی۔ اسی طرح ہمارے اور یہودیوں کے روزے میں یہ فرق ہے کہ وہ طلوع سے لیکر رات کے پہلے ستارے کے نکلنے تک رکھتے ہیں لیکن اسلام میں روزہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک ہے۔

رمضان کے روزے کی تعداد

قمری مہینہ کبھی انیس دن کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض ہوئے تو ایک مہینہ ان پر داخل ہونے سے قسم کھائی۔ جب انیس دن مکمل ہوئے تو وہ اپنے بالا خانہ سے اترے تو حضرت انسؓ نے کہا کہ جناب! آپ نے تو انیس دن گزار لئے تو حضور ﷺ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین فہ اٹھائی اور دوسری مرتبہ تیس سے ایک انگلی کم کی، اور فرمایا کہ کبھی مہینہ تیس کا اور کبھی انیس کا ہوتا ہے۔ [24] اگر انیس کو ہلال نظر آگیا تو آئندہ دن یکم شوال ہوگی۔ اور مسلمان عید الفطر مناتے ہیں۔

سحری کھانے کا حکم:

سحری رمضان میں صبح صادق سے قبل کھانے کو کہتے ہیں۔ اس سحری کے بارے میں حضور ﷺ سے زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق صرف سحری کھانا ہے۔ یعنی اہل کتاب سحری نہیں کھاتے ہیں اور مسلمان سحری کھاتے ہیں۔" [25]

حضرت زید ابن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور اس میں صرف فرق ۱۵۰ آیتیں سنانے کا تھا۔ یعنی سحری اور نماز فجر میں اتنی مقدار انتظار کرتے تھے۔ [26] سحری کھانے سے ایک تو ظاہری بدن میں

جستی آجاتی ہے اور انسان دن بھر کی عبادات کے لئے مستعد رہتا ہے۔ اس لئے سحری کھانا بہتر ہے۔ عقلی وجہ بھی یہی ہے کہ انسان دن بھر کے کاموں اور عبادات کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور عبادات میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی ہے۔

افطار کا وقت:

چونکہ صحابہ کرامؓ سیدھے سادھے لوگ تھے اس وقت گھڑیاں نہیں تھیں تو حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کو اشارات بتاتے تھے اور اشارے کے ذریعے وقتوں کا پہچان کراتے تھے۔ افطار کے معاملے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب رات مشرق سے نکلے اور دن مغرب میں غروب ہو جائے تو صائم روزہ افطار کرے۔ روای مسدد نے یہ بھی اضافہ کیا کہ جب سورج غروب ہو جائے تو صائم افطار کریں۔ [27] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صائم اتنی جلدی نہ کریں کہ سورج غروب نہ ہو اور صائم روزہ افطار کریں بلکہ یہ تعین ہونا ضروری ہے کہ سورج غروب ہوا ہے۔ تب افطار کرنا ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ زیادہ دیر نہ ہو جائے یعنی افطار کرنے میں زیادہ تاخیر نہ ہو جائے۔ اس سے حدیث میں شریف میں ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطاری کرنے میں تاخیر کرتے ہیں۔" [28]

افطاری کس چیز پر بہتر ہیں؟

افطاری کے وقت انسان قدر کمزور ہوا ہوتا ہے کیونکہ انسان دن بھر کچھ کھائے پیئے گزارا ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو ایسی غذا کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے کمزوری کو جلد از جلد دور کر سکے۔ اس لئے جناب محمد الرسول اللہ ﷺ نے 1400 سال پہلے بتایا ہے کہ انسان کو کونسی چیزوں سے افطار کرنا چاہیئے؟

حضرت عامرؓ اپنی پھوپھی سے روایت کرتا ہے کہ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی صائم ہو تو کھجور سے روزہ افطار کریں اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کیونکہ پانی پاک کرنے والی ہے۔" [29]

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ "حضور ﷺ تازہ کھجور سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجور نہ ملی تو خشک کھجور سے اور اگر یہ بھی نہ ملتی تو پانی کے کچھ گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔" [30]

اسی طرح افطار کے وقت کیا کھنا چاہیئے؟ تو اسکے بارے میں بھی رہنمائی موجود ہے۔ حضرت معاذ بن زہیرہؓ فرماتے ہیں کہ انکو پہنچا ہے کہ جب حضور ﷺ روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا فرماتے "اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ "اللَّهُمَّ لَكَ صَمْتٌ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔" ترجمہ:- اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق پر افطار کرتا ہوں۔" [31]

روزہ کے لئے نیت:

اس بارے میں حضور ﷺ سے دو قسم کے روایات مروی ہیں۔ حضرت حفصہؓ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے صبح سے نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوتا ہے۔ [32] اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کے نیت شرط ہے۔ لیکن دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے جب گھر میں کچھ کھانے کو نہ ملتا تو فرماتے کہ میں صائم ہوں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہے کہ جب حضور ﷺ گھر تشریف لاتے تو فرماتے کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ تو جب ہم کہتے کہ نہیں تو حضور ﷺ اسی وقت فرماتے کہ تب میں صائم ہوں۔ [33] اس دونوں قسم کے احادیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے لئے نیت ضروری ہے لیکن یہ معلوم کرنا چاہئے کہ نیت کب سے کرنا چاہئے؟ اس بارے میں جاننا چاہئے کہ

قضاء، کفارات اور نذر مطلق والی روزوں کے لئے صبح صادق سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ اور باقی رمضان، نفلی اور نظر معین والی روزوں میں زوال سے قبل تک نیت درست ہے۔ یعنی ان تین قسم کے روزوں کے لئے نیت اگر کوئی بندہ قبل از زوال کر لے تو اس کا روزہ ٹھیک ہوتا ہے۔ البتہ رمضان کے مہینے میں دوسرا روزہ رکھنا درست نہیں، اگر نیت دوسرے روزے کا کر لے پھر بھی رمضان کا روزہ تصور ہوگا۔ اگر کسی نے پچھلے رمضان کے روزے نہیں رکھے ہیں اور دوسرا رمضان آگیا تو اب اس رمضان کا روزے رکھے اور جو قضاء روزے ہیں وہ اس رمضان کے بعد رکھے۔

کن کن چیزوں سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں:

- ۱۔ روزہ کی حالت میں چیزوں کا چکھنا مکروہ ہے اور بعض اوقات مفسد صوم بھی بن جاتا ہے، لیکن اگر کسی کا خاوند بد مزاج اور تلخ طبیعت کا مالک ہو اور عورت کو اس سے مار کھانے اور گالی گلوچ کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں پکی ہوئی چیز ویں چکھنا بلا کر اہت جائز ہے۔ [34]
- ۲۔ مفسدات صوم میں سے ایک مفسد حیض و نفاس کا آجانا بھی ہے اور جو خون عورت کو حمل کی حالت میں آئے تو وہ بیماری کا خون ہے جو روزہ رکھنے کے منافی نہیں لہذا اس سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ [35]
- ۳۔ لمس و تقبیل کی صورت میں اگر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ کر قضاء واجب ہوتا ہے کفارہ نہیں، البتہ کسی کمزوری کی وجہ سے پیشاب کرتے وقت قطرے گرے یا بوس و کنار کرتے وقت کچھ قطرات گرے تو اس دونوں صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ۴۔ عورت کے لئے حیض کا آنا ایک طبعی اور فطرتی امر ہے اس لئے شریعت مطہرہ نے ان ایام میں عورت کو معذور سمجھ کر عبادات کی ذمہ داری اس سے اٹھائی ہے یہی وجہ ہے کہ جدید اور قدیم طب میں حیض عورت کی صحت مند اور تندرستی کی نشانی سمجھی جاتی ہے یعنی حیض نہ آنے پر روزہ اور نماز کی ادائیگی ضروری ہے لیکن عورت کی صحت کے لئے نقصان دہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے سے احتراز بہتر ہے، تاہم اس طرح حیض بند کرنے سے روزہ درست ہوگا۔ [36]
- ۵۔ کسی چیز کا معدہ یا دماغ میں پہنچنا مفسد صوم تب بنتا ہے کہ وہ چیز جوف دماغ یا جوف معدہ میں بطریق منفذ (نالی کے ذریعے) داخل ہو، اگر وہ چیز بصورت ترشح (بذریعہ پسینہ) جوف دماغ یا جوف معدہ میں پہنچ جائے تو مفسد صوم نہیں۔ جیسے زہریلے حشرات الارض کے کاٹنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ معدہ میں بصورت ترشح پہنچ جاتا ہے اس لئے مفسد صوم نہیں۔
- ۶۔ بد نگاہی سے انزال فساد صوم نہیں کیونکہ انزال سے فساد صوم کے لئے جماع حقیقی یا معنوی کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ چونکہ شہونی نظر سے انزال میں دونوں کا فقدان ہے اس لئے فقہا کرام نے عدم افطار کا فتویٰ دیا ہے۔
- ۷۔ منہ میں دوائی کے ذائقہ کا احساس فساد صوم کا ذریعہ نہیں بشرطیکہ حلق میں سے نیچے نہ جائے لیکن جب حلق سے اتر کر پیٹ میں اندر جائے تو پھر روزہ باقی نہیں رہے گا۔
- ۸۔ جہاں تک عید منانے کا حکم ہے تو یہ موجودہ ملک کے تابع ہے لیکن روزہ کی تعداد میں اس ملک کا اعتبار کیا جائے گا جہاں پر اس نے پہلا روزہ رکھا ہے اور اگر اس ملک کی حالت معلوم نہ ہو تو پھر از روئے احتیاط تیس روزے پورے کرے بشرطیکہ اس کے روزے پورے نہ ہو۔

- ۹- فصل کی کٹائی کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا شرعی عذر نہیں کیونکہ موجودہ دور میں فصل کی کٹائی کے لئے جدید ترین طریقے موجود ہیں جیسے ہارویٹر مشین وغیرہ، البتہ اگر کوئی خود کٹائی کی طاقت نہ رکھتا تو اجرت پر بھی کٹائی ممکن ہے اس لئے فصل کی کٹائی کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا شرعی عذر نہیں۔ [37]
- ۱۰- روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا مفطر صوم نہیں کیونکہ فقہا کرام کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مطلق کسی چیز یا اس کے اثرات کا بدن تک پہنچنا مفطر صوم نہیں ہے بلکہ یہ اس وقت مفطر صوم ہے جب معتاد ذرائع سے بدن میں داخل ہو کر پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے۔ جدید تحقیق کی روشنی میں انجکشن کے اثرات معدہ یا دماغ تک نہیں پہنچتے بلکہ یہ رگوں میں حلول کر کے بدن کو راحت پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چونکہ یہ علت ہر قسم انجکشن میں موجود ہے اس لئے کسی بھی انجکشن خواہ رگ والا ہو یا عام اس سے روزہ متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ پیاس کے وقت مسامات کے ذریعے برورت کا پہنچنا مفطر صوم نہیں تاہم حتی الامکان رگ والے انجکشن سے اجتناب کیا جائے تو بہتر ہو گا۔
- ۱۱- معالجہ کی صورت میں دانت نکلوانا جائز ہے البتہ دانت نکالنے وقت یا ویسے منہ سے خون نکل آنا شروع ہو تو اگر نکل لیا جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔
- ۱۲- قے یعنی الٹی کا خود بخود آنا فساد صوم کا سبب نہیں، البتہ اگر چہنے کی مقدار یا اس سے زیادہ حصہ خوراک کو لٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ بلا قصد قے کے اندر جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ۱۳- روزے کی حالت میں میاں بیوی کا امن کی صورت میں لمس و تقبیل یعنی بوس و کنار سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم اگر فساد کا خطرہ ہو تو ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔
- ۱۵- نسوار کا استعمال مفطر صوم ہے کیونکہ نسوار منہ میں ڈالنے سے لعاب کے ساتھ مل پیٹ کے اندر چلی جاتی ہے جو کہ فساد کا ذریعہ ہے بلکہ نسوار کے عادی لوگ تو اس کو غذا کا نعم البدل سمجھتے ہیں اس لئے نسوار منہ میں ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ [38]
- ۱۶- علاج کر طور پر رحم میں دوائی رکھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی دوسرے طریقے سے علاج ممکن نہ ہو، تاہم اگر دوائی روزے کی حالت میں رکھی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا البتہ فرج کے بیرونی حصہ پر دوائی لگانا فساد صوم کا ذریعہ نہیں۔
- ۱۷- انسبلر پمپ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر روزے کی حالت میں انتہائی مجبوری کی وجہ سے اس کو استعمال کیا گیا تو رمضان کے بعد اس روزے کی صرف قضا کرے کفارہ نہیں ہو گا۔ [39]
- ۱۸- روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اگرچہ اس دوائی کا اثر حلق کے اندر بھی محسوس ہو جائے۔ بلکہ اسلام نے حالت اضطراری کے وقت رمضان کا روزہ افطار کرنے کی بھی گنجائش دی ہے کہ حاذق اور مسلمان طبیب نے مشورہ دیا ہو کہ مریض کو روزہ افطار کرنا ہو گا ورنہ اس کی جان خطرے میں۔ [40]

روزہ کے اسرار اور موز:

- ۱- روزہ رکھنے سے شہوانی لذات اور کھانے پینے میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔ روحانی قوت زیادہ اور حیوانی قوت میں کمی ہوتی ہے۔
- ۲- پیاس اور بھوک پر صبر کرنے سے مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے کا عادی بن جاتا ہے اور مشقت و آزمائش برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

- ۳- پیاس اور بھوکا رہنے سے دوسرے انسانوں کی پیاس اور بھوک کا احساس دل میں پیدا ہوتا ہے۔
- ۴- پیاس اور بھوکا رہنے سے دل میں غریب اور فقیر لوگوں کے ساتھ مدد کرنا پیدا ہوتا ہے
- ۳- پیاس اور بھوک سے انسان حتی الامکان گناہوں اور معصیت سے اجتناب کرتا ہے
- ۵- روزہ رکھنے سے انسان کے دل سے تکبر اور عجب نکل جاتا ہے۔
- ۶- روزہ رکھنے سے قوت حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔
- ۷- حدیث مبارکہ ہے کہ شیطان انسان کے رگوں میں دوڑتا ہے جبکہ روزہ رکھنے سے شیطان کے لئے راستے بند اور تنگ ہو جاتے ہیں جس سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔
- ۸- چونکہ روزہ ہر مسلمان (عرب و عجم، امیر و غریب، بادشاہ و فقیر اور کالے و سفید وغیرہ) پر فرض ہوتا ہے جس سے اسلام مساوات اور یکسانیت کا درس دیتا ہے۔
- ۹- تمام روزہ دار ایک وقت پر سحری کھانے سے نظام الاوقات کی پابندی کی مشق ہوتی ہے۔
- ۱۰- روزہ رکھنے سے معدہ کے امراض سے آفاقہ اور بسا خوری کے امراض سے نجات حاصل ہوتا ہے۔ جو سراسر مضر صحت ہے۔^[41]

خلاصہ بحث:

اس تحقیقی آرٹیکل سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اسلام کی طرح ادیان سابقہ میں بھی فرض تھا اور اس کا مقصد انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا کرنا ہے۔ ہر مذہب میں روزے کی فضیلت پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن میں روزہ کو فرض قرار دیتے ہوئے یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اس کا فرض کیا جانا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح روزے فرض کئے گئے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن میں روزے کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ ”روزہ یعنی غذا سے مکمل طور پر ہیز ایک ایسا آفاقی عمل ہے جو مشرق و مغرب کی تقریباً سبھی تہذیبوں میں پایا جاتا ہے۔“ اسی طرح سے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں ہے ”خاص مقاصد کے لئے یا اہم مقدس اوقات کے دوران یا ان سے قبل روزہ رکھنا دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا خاصہ ہے۔“ خیر یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روزے کا دستور دنیا کے بیشتر مذاہب میں ہے، یہ اور بات ہے کہ مختلف مذاہب اور قوموں میں اس کے محرکات اور اس کی شکلیں مختلف رہی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

² الاحبار: ۲۹:۳۱

الاحبار: ۲۹:۳۱

مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، ناشر: غلام رسول اینڈ سنز لاہور ۲۰ مارچ ۲۰۱۶ء، ص ۱۵۱

۴:۲:۴

⁵ معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ، ادارۃ المعارف القرآن کراچی، طبع جدید اپریل ۲۰۰۸ء، ج ۱، ص ۴۴۲

- 6 ایضاً، معارف القرآن، ج 1، ص ۴۴۲
- 7 البقرہ: ۲: ۱۸۲
- 8 البقرہ: ۲: ۱۸۷
- 9 البقرہ: ۲: ۱۸۷
- 10 البقرہ: ۲: ۱۹۶
- 11 البقرہ: ۲: ۱۹۶
- 12 النساء: ۴: ۹۲
- 13 المائدہ: ۵: ۸۹
- 14 الحج: ۵۸: ۴
- 15 مشکوٰۃ المصابیح، محمد بن عبداللہ الخطیب العمري، أبو عبد اللہ، ولی الدین، التبریزی، الناشر: المكتب الإسلامي - بیروت، ۱۹۸۵ء، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۵۶
- 16 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۵۶
- 17 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۵۷
- 18 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۵۸
- 19 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۵۹
- 20 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۶۰
- 21 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۶۱
- 22 ایضاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۹۶۲
- 23 البقرہ: ۲: ۱۸۷
- 24 سنن الترمذی، محمد بن عیسیٰ أبو عیسیٰ الترمذی السلمي، الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۳، رقم الحدیث: ۶۹۰
- 25 سنن ابی داود، سلیمان بن الأشعث أبو داود السجستانی الأزدي، الناشر: دار الفکر، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۲
- 26 ایضاً، سنن الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۷۰۳
- 27 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۱
- 28 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۳
- 29 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۵
- 30 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۶
- 31 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۸
- 32 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۴
- 33 ایضاً، سنن ابی داود، ج ۱، رقم الحدیث: ۲۳۵۵
- 34 فتاویٰ حقانیہ، از افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق، ناشر: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ، طبع ۲۰۰۳ء، ج ۴، ص ۱۵۷
- 35 ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۵۷
- 36 ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۵۸
- 37 ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۵۹
- 38 ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۶۲

³⁹ ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۶۸

⁴⁰ ایضاً، فتاویٰ حقانیہ، ج ۴، ص ۱۶۹

⁴¹ احیاء علوم الدین، امام ابو حامد محمد الغزالی، دارالاشاعت کراچی ۲۰۱۱ء، ج ۳ ص ۲۲۱